جناب فیض الدین عثمانی

قرن اول میں خواتین اور طبی خدمات

(زیر تصنیف کتاب ''اسلام میں عورت کا معاشرتی و تمدنی مقام'' کا ایک باب)

صحت کی اہمیت وضرورت:

تندرستی ہزار نعمت ہے' یہ مقولہ بہت مشہور ہے اور اپنی جگہ درست بھی' صحت ایک خداداد نعمت ہے' خدا جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے' بالکل اسی طرح جیسے کسی کو مالدار بناتا ہے تو کسی کو فقیر وقلاش۔

''صحت بھی نعمت ہے'' اس بات کا احساس شاید کمزور اور صحت سے محروم لوگوں کو کچھ نہ کچھ زیادہ ہوتا ہے' مگر ایک صحت منداور توانا انسان عام طور سے اس عظیم نعمت کی طرف سے غفلت میں پڑا رہتا ہے' اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ" دو نعمتیں ایسی ہیں جس میں بہت سے لوگ فریب میں ہیں ایک صحت اور دوسرے فرصت (بخاری' کتاب الرقاق' باب الصحۃ والفراغ)

اسلامی ہدایات کی رو سے صحت وطاقت ایسی دولت ونعمت ہیں جن کے حصول کی فکر اور سعی دینی اعتبار سے مطلوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: المؤمن القوی خیر واحب الی اللہ من المؤمن الضعیف" خدا تعالیٰ کے نزدیک طاقتور مؤمن کمزور مؤمن سے بہتر ہے (لیکن) خیر اور بھلائی ہر ایک میں ہے۔ (مسلم۔ کتاب القدر۔ باب الایمان للقدر والاذعان لہ)

طب کی اہمیت:

انسانی ضروریات میں سے ایک بنیادی ضرورت علاج وطب بھی ہے۔ اسلام اس کا حکم دیتا ہے کہ طب وعلاج کے ذریعہ بیماریوں سے لڑا جائے۔ علاج معالجہ کرنا ہرگز توکل کے خلاف نہیں ہے۔

آنحضرتؐ کے پاس ایک اعرابی آیا' اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم علاج کرائیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! علاج کراؤ اسلئے کہ اللہ نے جو بھی بیماری اتاری ہے اس کیلئے شفا بھی اتاری ہے۔ (مسند احمد ۴/۲۷۸)

انسانی خدمت:

طب ایک بڑی انسانی خدمت ہے' ایک ڈاکٹر انسانوں کا ہمدرد' غمخوار اور شفیق خادم ہوتا ہے' اگر وہ اپنا ہاتھ

اس خدمت سے روک لے تو نہ معلوم کتنے انسان تڑپیں گے، کراہیں گے اور دم توڑ دیں گے۔

طب قرن اول میں: آج سائنس نے طب کے میدان کو بڑا وسیع کر دیا ہے اور بڑا ترقی یافتہ بنا دیا ہے۔ طب اتنا ترقی یافتہ کبھی نہیں رہا، جتنا آج ہے، پہلی صدی ہجری میں زیادہ ترقی یافتہ نہیں تھا لیکن ایسا بھی نہیں کہ بالکل عہد طفولیت میں ہو، بلکہ جتنی بیماریاں اس وقت موجود تھیں ان سب کا علاج موجود تھا، پہلے بھی دو بیماریوں بڑھاپے اور موت کا علاج نہیں تھا اور آج بھی ان کا علاج نہیں ہے۔

خود آپ ﷺ کی ذات سے بہت سے علاج منقول ہیں جسے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے اور زمانہ جاہلیت سے جو علاج چلے آ رہے تھے انہیں بھی آپ ﷺ نے باقی رکھا۔

طب اور خواتین: پہلی صدی میں مرد و خواتین دونوں دوا و علاج سے واقف تھے اور بیمار ہونے والوں کا علاج تجویز کرتے تھے لیکن حدیث و تاریخ اور عہد اول کے حالات کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس فن کو مردوں کی نسبت عورتوں نے زیادہ اپنایا تھا، اس فن میں وہ مردوں سے کہیں فائق نظر آتی ہیں حتیٰ کہ جنگوں میں زخمیوں کی مرہم پٹی انکی دیکھ ریکھ کا کام خواتین ہی انجام دیتی تھیں۔

لیلیٰ الغفاریہ بیان کرتی ہیں: کنت اغزو مع النبی ﷺ فاداوی الجرحی واقوم علی المرضی " میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کرتی تو زخمیوں کا علاج کرتی اور مریضوں کی نگہداشت کرتی تھی۔ (الاصابۃ۔۴۔صفحہ ۱۸۳)

اس طرح کی خدمت کا تذکرہ ام ایمن کے بارے میں بھی ملتا ہے، اصابۃ میں ہے:

حضرت ام ایمن احدا و کانت تسقی الماء وتداوی الجرحیٰ و شھدت خیبر" ام ایمن جنگ احد میں شریک ہوئیں، پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں تھیں نیز انہوں نے جنگ خیبر میں بھی شرکت کی تھی، (الاصابۃ ۔۴۷۔ صحابیات نمبر ۱۱۳۹)

اسی طرح ایک اور خاتون ام سلیم بنت ملحان طب سے واقف تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں، ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا ہے: شھدت یوم حنین .... وشھدت قبل ذلک یوم احد تسقی العطشی وتداوی الجرحی " ام سلیم جنگ حنین میں شریک ہوئیں اس سے قبل انہوں نے احد میں شرکت کی تھی وہ پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ (طبقات۔۸/۴۲۵)

حمنہ بنت جحش بھی اسی طرح طبی خدمت انجام دیتی تھیں، ابو عمر بیان کرتے ہیں:

"وشھدت احدا فکانت تسقی العطشی وتحمل الجرحی وتداویھم"

احد میں شریک ہوئیں، وہ پیاسوں کو سیراب کرتیں، زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر لاتیں اور ان کا علاج

کرتیں۔(الاصابۃ' ۴ ص' ۵۳)

ابن سعد نے ام عمارہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے فرزند کا بیان ہے:

"معها عصائب في حقويها قد اعدتها للجراح فربطت جرحي"

ان کے پاس پٹیاں تھیں' جو زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے انہوں نے تیار کر رکھی تھیں چنانچہ انہوں نے میرے زخم پر بھی ایک پٹی باندھ دی۔(طبقات ابن سعد' ۳۰۱/۸)

اسی طرح ایک اور خاتون (ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا' بخاری میں ان کا نام مذکور نہیں ہے اور بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: لم أقف على تسميتها' میں ان کا نام نہ جان سکا) ہیں جنہوں نے چھ غزوات میں شرکت کی تھی' ان کا کام بھی زخمیوں کی مرہم پٹی اور نرسنگ ہوا کرتا تھا' بخاری میں روایت موجود ہے:

کنا نداوی الکلمی ونقوم علی المرضی۔ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کی دیکھ ریکھ اور ان کا علاج کرتی تھیں۔(بخاری' کتاب الحیض' باب شھود الحائض العیدین)

ربیع بنت معوذ بھی کچھ اسی طرح کی خدمت انجام دیتی تھیں' وہ خود بیان کرتی ہیں:

کنا نغزو مع النبی ﷺ فنسقی القوم ونخدمهم ونرد القتلی والجرحی الی المدینة" ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتی تھیں اور ہم مجاہدین کو پانی پلاتیں' ان کی خدمت کرتیں' شہید ہونے والوں اور زخمیوں کو مدینہ منتقل کرتیں۔(بخاری' کتاب الجہاد' باب رد النساء الجرحی والقتلی)

جنگ خیبر کے موقع پر رسولِ خدا ﷺ کے روانہ ہونے سے قبل قبیلہ غفار کی چند خواتین حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

انا نرید یا رسول اللہ ان نخرج معک الی وجھک هذا افنداوی الجرحی ونعین المسلمین بما استطعنا۔

اس مبارک مقصد کیلئے ہم بھی آپؐ کے ساتھ چلنا چاہتی ہیں تا کہ زخمیوں کا علاج کریں اور جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی مدد کریں۔(ابن سعد۔۸ ص' ۲۱۴)

اس طرح کی طبی خدمات میں صرف خواتین ہی نظر آتی ہیں' مرد کہیں دکھائی نہیں دیتے' وہ دشمن کا مقابلہ کرتے تھے' جنگ احد میں حضور ﷺ زخمی ہوئے کسی طرح خون رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔آخر کار ایک خاتون (حضرت فاطمہؓ) کے علاج سے ہی وہ خون رک سکا۔

یہ خواتین صرف ایک دو جنگوں میں نہیں بلکہ اکثر جنگوں میں نظر آتی ہیں' مسلمان فوج میں قلت کا بھی مسئلہ نہیں ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ حجاب کا حکم آنے سے پہلے یہی خواتین جنگوں میں طبی خدمات انجام دیتی ہوں' احکام حجاب کے نزول کے بعد بھی خواتین کی ایک تعداد اس خدمت کو انجام دیتی نظر آتی ہیں۔

جنگ خندق میں حضرت سعد بن معاذ زخمی ہوئے ان کے علاج کے لئے آپ ﷺ نے کسی مرد کا انتخاب نہیں فرمایا بلکہ ایک خاتون کو متعین فرمایا۔ جن کا نام ''سیر اعلام النبلاء'' میں رفیدہ اور ''طبقات ابن سعد'' میں کعیبہ ہے۔ ان خاتون کے لئے آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں خیمہ لگوایا تھا اور حضرت سعد بن معاذ کو اس میں منتقل کردیا تھا تا کہ علاج اچھی طرح ہوسکے۔

لما اصیب اکحل سعد، فثقل، حولوہ عند امراۃ یقال لھا رفیدۃ

جب حضرت سعد بن معاذ کی اکحل (نامی) رگ میں زخم لگا اور ان کی حالت بگڑنے لگی تو اس وقت لوگوں نے انہیں رفیدہ نامی خاتون کے یہاں منتقل کردیا۔ (سیر اعلام النبلاء۔ ج ۱، ص ۲۸۷، الطبقات۔ ۲۱۳/۸۔ ۲۱۴)

جنگ خندق سے پہلے حکم حجاب اتر چکا ہے، اور حضرت سعد بن معاذ کا علاج رفیدہ نامی خاتون نے جنگ خندق میں زخمی ہونے پر کیا ہے۔

احکام حجاب کے بعد ام عطیہؓ کا واقعہ بھی صحیح مسلم میں ملتا ہے، وہ خود بیان کرتی ہیں:

غزوت مع رسول اللہ ﷺ سبع غزوات واخلفھم فی رحالھم فاصنع لھم الطعام واداوی الجرحی واقوم علی المرضی''

ترجمہ اور حوالہ ''دفاعی خدمات'' کے تحت آچکا ہے۔

انہوں نے سات غزوات میں شرکت کی ہے ظاہر ہے کہ سات غزوات میں غزوۂ خندق اور غزوۂ خیبر وغیرہ ضرور شامل ہوں گے، اور یہ غزوات حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد ہوئے ہیں۔ حضرت ام ایمن بھی ان خواتین میں سے ہیں جنہیں نے جنگ خیبر میں شرکت کی تھی۔ (طبقات)

اسی طرح حجاب کا حکم اترنے کے بہت بعد جنگ حنین میں ام سلیم بنت ملحان نے طبی خدمت انجام دی تھی۔ (ابن سعد۔ ۴۲۵/۸)

حجاب کا حکم اترنے کے بعد جنگوں میں طبی خدمات انجام دینے کے لئے محض ایک دو عورتیں شریک نہیں ہوئیں بلکہ خواتین کی جماعت کی جماعت نظر آتی ہے۔ چنانچہ خیبر کے موقع پر کئی عورتیں موجود تھیں۔

وقد شھد خیبر مع رسول اللہ نساء من نساء المسلمین۔ خیبر میں حضورؐ کے ساتھ مسلمان خواتین میں سے بہت سی خواتین شریک ہوئیں۔ (ابن ہشام ج ۳ رص ۳۹۵)

ام زیاد بھی پانچ خواتین کے ساتھ دوا، ستو وغیرہ لے کر جنگ خیبر میں گئی تھیں، ابوداؤدؒ نے ایک روایت ذکر کی ہے، جس میں وہ آنحضرتؐ سے یوں عرض کرتی ہیں: معنا دواء للجرحی ونناول السھام ونسقی السویق'' ام زیادؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس دوا ہے ہم تیر اندازوں کو تیر فراہم کریں گے۔ اور مجاہدین کو ستو گھول

کر پلائیں گے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المرأۃ و العبد یخدمان)

زخمیوں کی مرہم پٹی اور علاج و معالجہ ہی کے لئے امیہ بنت قیس چند خواتین کے ساتھ جنگ خیبر میں شریک ہوئیں۔ (ابن سعد ۲۱۴/۸)

جنگ خیبر ہی میں چند اور خواتین سلمہؓ زوجہ ابورافع' ام عامر ام خلاء اور کعیبہ بنت سعد کا تذکرہ ملتا ہے۔ جنہیں بالترتیب الاستیعاب اور طبقات ابن سعد۔ ۸ص ۲۳۴۔ص ۳۳۶۔ص ۲۱۳ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

ام سان اسلمیہ بھی ان چند خواتین میں سے ہیں جنہوں نے جنگ خیبر میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کے علاج کے لئے شرکت کی تھی۔ (طبقات ابن سعد۔ ۲۹۲/۸) یوں تو عرب کا سب سے بڑا طبیب حارث بن کلدہ مانا جاتا تھا لیکن حضرت عروہؓ کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے زیادہ طب سے واقف کسی کو نہیں پایا۔ وہ کہتے ہیں کہ:

"یا امتاہ لا اعجب من فقهک' اقول: زوجة نبی الله و ابنة ابی بکر۔ ولا اعجب من علمک بالشعر و ایام الناسک اقول' ابنة ابی بکر و کان اعلم الناس ولکن اعجب من علمک بالطب کیف هو؟ ومن این هو؟ اوما هو؟ قال: فضربت علی منکبیه' وقالت: ای عروة ان رسول الله ﷺ یسقم عند اخر عمره' اوفی اخر عمره۔ و کان تقدم علیه وفود العرب من کل وجه' فتنعت له الانعات' و کنت اعالجهاله' فمن ثم۔

اے ماں! آپ کی فقہی واقفیت پر مجھے تعجب نہیں ہے' اس لئے کہ میں جانتا ہوں آپ اللہ کے رسولؐ کی اہلیہ اور حضرت ابوبکر کی صاحبزادی ہیں اور نہ ہی مجھے آپ کی شعر دانی اور زمانہ جاہلیت کی جنگوں کے حالات سے واقفیت پر تعجب ہوتا ہے اس لئے کہ آپ ابوبکر کی بیٹی ہیں اور وہ جاہلی تاریخ اور عربی شعر سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ لیکن مجھے آپ کی فن طب سے واقفیت پر حیرت ہے' میں سوچتا ہوں کہ یہ آپ کو کہاں سے ملی۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے ان کے کندھوں پر شفقت سے ہلکی سی ضرب لگائی اور کہا: عروہ! رسول خدا ﷺ آخر عمر میں بیمار ہوتے رہتے تھے' یہ وہ زمانہ تھا جب ہر طرف سے عرب قبائل کے وفد آتے اور وہ (اپنے اپنے علاقوں) کے مجرب نسخے آپؐ کے لئے بتاتے تھے' میں آپ ﷺ کے لئے یہ نسخے تیار کرتی تھی' یہیں سے مجھے طب سے واقفیت ہوگئی۔ (مسند احمد۔ ۴۔ ۶۷)

<u>اجنبی مرد کا علاج:</u> کیا مسلم خاتون کسی اجنبی مرد کا علاج کرسکتی ہے؟ اگر حدیث اور فقہ کی کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کی گنجائش نکلتی ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کا علاج کرسکتی ہیں چنانچہ گزشتہ صفحات میں ہم نے دیکھ لیا کہ کئی جنگوں میں خواتین نے مردوں کو پٹی باندھی' مرہم لگایا اور ان کی تیمارداری کی' یہاں تک کہ جنگ خندق میں جب حضرت سعد بن معاذؓ زخمی ہوئے تو انہیں علاج کیلئے حضرت رفیدہؓ کے ڈیمہ میں منتقل کردیا اور اس خیمہ کو خود آپ ﷺ ہی

نے اپنی مسجد میں لگوایا تھا' یہ خواتین محرم اور نامحرم دونوں کا علاج کرتی تھیں' علماء نے اس کی وضاحت کی ہے' حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ویجوز لکل واحد منهما ـ ای الرجل والمرأة الأجنبیان ـ ان ینظر الی بدن الاخر اذا کان طبیبا وارادمداواته لانه موضع ضرورة' فزال تحریم النظر لذلک۔ "اجنبی مرد' عورت میں سے ہر ایک کیلئے روا ہے کہ وہ دوسرے کا بدن دیکھے' جبکہ وہ طبیب ہو اور دوا علاج کا ارادہ رکھتا ہو' اسلئے کہ یہ ضرورت کا موقع ہے لہذا پہلے جو دیکھنے کی حرمت تھی' وہ اب ضرورت کی وجہ سے ختم ہوگئی (یعنی اب ضرورت بھر بدن دیکھنے کی اجازت ہوگئی' اس سے زیادہ دیکھنا اب بھی حرام ہوگا) (فتح الباری ۹ر۳۳۷)

فقہ وفتاوی کی کتابوں میں اس کی صراحت ہے۔ ''شرح المنتہی'' میں مسلک حنبلی نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ولطبیب ومن یلی خدمة مریض ولو انثی فی وضوء واستنجاء نظرومس" طبیب کیلئے' اسی طرح اس شخص کے لئے جو کسی خاتون مریض کے وضو اور استنجا کرانے کی خدمت پر مامور ہو بدن دیکھنا اور چھونا جائز ہے۔ (شرح المنتہی۔ ج ۳ صفحہ ۸۔۹)

لیکن موجودہ دور میں فساد حد سے بڑھا ہوا ہے' جنسی ہیجان انگیزی نے سارے بند توڑ ڈالے ہیں' شیطانی ایجنسیوں نے جنسی بے راہ روی کا ایسا طوفان کھڑا کردیا ہے۔ کہ کیا بوڑھا کیا بچا اور کیا جوان کیا بزرگ سب کسی نہ کسی درجہ میں اس کی زد میں ہیں' اس لئے باوجود اس بات کے اعتراف کے باوجود اس فتنہ زدہ زمانے میں اس کی اجازت دیتے ہوئے اس اصولی شرط پر بڑی تاکید کی ضرورت ہے کہ یہ اجازت صرف اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ اخلاقی فتنوں میں ملوث ہونے کا خطرہ نہ ہو' اسی طرح عورت کے لئے کسی مرد کے علاج کرنے کی اجازت دیتے وقت بھی یہ شرط بہر حال ہوگی کہ ان دونوں یا دونوں میں سے کسی کے اخلاقی فتنوں میں ملوث ہونے کا خطرہ نہ ہو' یہاں کسی طرح موجودہ زمانے کے فساد زدہ ماحول' فتنوں سے لبریز معاشروں کے حال کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا' مغربی تہذیب کی یلغار اور میڈیا کی خباثت نے دلوں کو ایسا گندہ اور دماغوں کو ایسا پراگندہ کردیا ہے' ہزار احتیاطوں کے باوجود قبائے دین وحیا تار تار ہوئے جارہی ہے' اس لئے موجودہ حالات میں بظاہر اس رائے کی طرف رجحان ہوتا ہے کہ بغیر مجبوری کے مرد کسی عورت کا اور عورت کسی مرد کا علاج نہ کرے۔

مسجد میں عورتوں کا جانا عہد نبوی کی ایک سنت تھی' مسجد کی فضا اور ذکر ونماز کے ماحول میں پاکیزگی ہی پاکیزگی ہوتی ہے' مزید برآں مردوں اور عورتوں کی صفیں الگ' پھر بھی علمائے کرام نے صدیوں پہلے کے ماحول کی خرابی کی بناء پر مسجد میں عورتوں کے آنے کو پسند نہیں کیا تھا' نماز اور مسجد میں تو علیحدگی کے مذکورہ انتظامات تھے' مگر علاج میں ابتداء ہی ہاتھ پکڑ کر نبض دیکھنے سے ہوتی ہے' کتنے چیک اپ اور X-Rays بالکل تنہائی میں ہوتے ہیں' اور اب آئے دن حادثات بھی ہونے لگے ہیں جو سب کی نظروں میں ہیں پھر عورت کو مرد کا یا مرد کو کسی اجنبی عورت کے علاج کی

گنجائش دیتے وقت بہت سوچنے کی ضرورت ہے‘ ہاں اگر مجبوری ہو تو اسلامی شریعت میں کسی طرح کی تنگی نہیں ہے۔

مسلم خاتون ڈاکٹر ایک ناگزیر ضرورت: خاتون ڈاکٹر کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے‘ مسلم معاشرہ میں خاتون ڈاکٹر کی اتنی تعداد ہونا ضروری ہے‘ جہاں مسلمان عورتیں بیمار ہونے پر ہر طرح سے علاج کراسکیں اور اگر ایسا نہیں ہے یعنی مسلم معاشرہ میں ایک بھی خاتون ڈاکٹر نہیں ہے یا ان کی تعداد اتنی کم ہے کہ ضرورت پوری نہیں ہو پا رہی ہے‘ تو سارے مسلمان اس فرض کفایہ کے چھوڑنے کی وجہ سے گناہ میں شریک ہوں گے۔

مسلمانوں کے ذمے لازم ہے کہ اتنی تعداد میں مسلم خاتون ڈاکٹر تیار کریں جن سے مسلم معاشرہ کی خواتین کی ضرورت پوری ہو سکے۔ ہمارے علم میں کوئی ایسا Medical College نہیں ہے جہاں Co-education نہ ہو۔ حتیٰ کہ مسلم ممالک میں بھی اس کا اہتمام بہت کم ہے کہ وہاں مخلوط تعلیم نہ ہو۔

ایسے میں سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ ایک مسلم خاتون جو ڈاکٹر بننا چاہتی ہے اسے اختلاط کے زینہ سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے‘ ایک لمبی مدت لڑکے اور لڑکیاں ساتھ ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں جس کے نتائج ہم سب کے سامنے ہیں اور اس کی اسلام میں بالکل گنجائش نہیں ہے لیکن بہر صورت مسلمان اور فرض کفایہ کے مسلسل تارک ہیں لہٰذا مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ ایسے Medical Colleges قائم کریں جہاں صرف لڑکیاں پڑھیں اور لڑکے نہ ہوں تاکہ مسلم معاشرہ کو جس قدر خاتون ڈاکٹرز کی ضرورت ہے وہ پوری ہو سکے اور مسلمان عورتیں مردوں کے پاس نہ جا کر خواتین سے ہی علاج کراسکیں۔

البتہ جب تک لڑکیوں کے لئے الگ میڈیکل کالجز قائم نہیں ہو پاتے اس وقت تک مسلم لڑکیاں کیا کریں؟ Medical Colleges میں جا کر مخلوط تعلیم حاصل کریں یا انتظار کریں؟ اور انتظار کریں؟ تو کب تک انتظار کرتی رہیں جبکہ یہ فریضہ مسلم معاشرہ کے ذمہ ہے؟ یہ ایک بڑا نازک سوال ہے۔

ایک ناقص مشورہ: بہت سی اللہ کی بندیاں ہیں جن کے ایمان میں کچھ پختگی ہے کہ وہ پردہ کا خیال رکھتی ہیں‘ جب وہ باہر نکلتی ہیں تو کسی محرم کے ہمراہ نکلتی ہیں اور اختلاط سے بھی بچنے کی کوشش کرتی ہیں‘ ایسی بہنوں کے لئے ہمارا حقیر مشورہ یہ ہے کہ وہ کسی مخلوط تعلیم والے Medical College کا قصد نہ کریں اور ڈاکٹر بننے کی کوشش نہ کریں‘ بلکہ اپنے گھر کو بنانے سنوارنے میں لگیں‘ البتہ اپنی ان بہنوں کو جو فساد زمانہ یا ضعف ایمان کے سبب یا کسی اور وجہ سے پردہ کا خیال نہیں رکھ پاتی ہیں‘ بے محرم سفر بھی کر لیتی ہیں‘ University میں جا کر مخلوط تعلیم بھی حاصل کرتی ہیں اور بازاروں میں جا کر اپنی ضروریات پوری کرتی ہیں‘ مسلم معاشرے کی یہ ضرورت پوری کرتی ہیں‘ مسلم معاشرے کی یہ ضرورت ایسی عورتوں سے پوری ہو سکتی ہے‘ اور ہماری ملت میں اس طبقے کی تعداد بہت بڑی ہے‘ اس لئے اس ملی وقومی ضرورت کے تحت کسی باپردہ اور شریعت کی پابند بہن کو یہ اجازت دینے کی ضرورت نہیں کہ وہ شریعت کی ان پابندیوں کو نظر انداز کرے۔

حالات اور مجبوریوں کو سامنے رکھ کر بعض وقت دینی اعتبار سے کمزور لوگوں اور طبقوں کی شریعت کی خلاف ورزیوں کو انگیز کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک طرح کی رخصت دینی پڑتی ہے' رخصت کا مطلب ناجائز کو جائز کردیا یا حرام کو حلال بنانا نہیں ہوتا ہے بلکہ اشخاص اور زمانے کے مخصوص حالات کی وجہ سے کچھ گنجائش پیدا کرلینا ہے' اس کی ایک بڑی بصیرت افروز مثال ہم کو سیرت نبویہ میں ملتی ہے' چنانچہ جب وفد ثقیف حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بیعت کرتے وقت اس نے باقاعدہ یہ شرط رکھی کہ نہ وہ زکوٰۃ دیں گے اور نہ ہی جہاد کریں گے تو حضورﷺ نے اس شرط کو ماننے سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ خاموشی اختیار فرمائی اور بعد میں ارشاد فرمایا: جب یہ اچھی طرح مسلمان ہوجائیں گے تو زکوٰۃ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

عن وهب قال سالت جابراً عن شأن ثقيف اذا بايعت قال اشترطت على النبيﷺ ان لا صدقة عليها ولا جهاد وانه سمع النبيﷺ بعد ذلك يقول سيصدقون ويجاهدون اذا اسلموا.

"حضرت وھب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابرؓ سے قبیلہ ثقیف کی بیعت کا واقعہ دریافت کیا' انہوں نے بتایا کہ قبیلہ ثقیف نے (بیعت کے وقت) حضورﷺ سے شرط رکھی کہ نہ تو وہ زکوٰۃ دیں گے اور نہ ہی جہاد کریں گے' اس کے بعد میں نے اللہ کے رسولﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب وہ اچھی طرح اسلام میں داخلہ وجائیں گے تو زکوٰۃ بھی دیں گے اور جہاد میں شریک ہونگے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الخراج والامارۃ۔ باب ماجاء فی خبر الطائف)

ایک دوسری روایت میں آپﷺ نے قبیلہ ثقیف کو صاف لفظوں میں اس بات کی اجازت (رخصت) دی ہے کہ وہ جہاد پر نہ جائیں اور زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ نہ دیں' البتہ نماز کے سلسلہ میں رخصت نہیں دی جیسا کہ ابوداؤدؒ نے نقل کیا ہے: ان وفد ثقيف لما قدموا على رسول اللهﷺ انزلهم المسجد ليكون ارق لقلوبهم فاشترطوا عليه ان لايحشروا ولا يعشروا ولا يجبوا فقال رسول اللهﷺ لكم ان لا تحشروا ولا تعشروا ولا خير في دين ليس فيه ركوع"

جب وفد ثقیف حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپﷺ نے اسے مسجد میں ٹھہرایا تاکہ یہ ان کے دلوں میں خوب تری اور رقت پیدا کردے' ان لوگوں نے آپﷺ سے یہ شرط رکھی کہ انہیں جہاد میں نہ بلایا جائے اور عشر (پیداوار کا دسواں حصہ زکوٰۃ) نہ لیا جائے اور نہ ان سے ٹیکس وصول کیا جائے تو آپﷺ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے کہ جہاد میں نہ بلایا جائے اور نہ عشر لیا جائے البتہ اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ (حوالہ سابق)

بہرحال یہ بس ایک طالب علمانہ رائے اور تجویز ہے۔ (بشکریہ الفرقان لکھنؤ)